بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجاویز

بابت: احکام شرعیہ پر جہل (ناواقفیت) کا اثر

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا اٹھائیسواں فقہی سمینار ہندوستان کے خطہ میوات کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ دار العلوم محمدیہ میل کھیڑلا، بھرتپور، راجستھان میں مورخہ ۱۷ تا ۱۹ر نومبر ۲۰۱۸ء مطابق ۸ تا ۱۰ر ربیع الاول ۱۴۴۰ھ منعقد ہوا جس میں ملک اور بیرون ملک سے تقریباً تین سو علماء، ارباب افتاء اور اہم علمی شخصیات نے شرکت کی، اس سہ روزہ سمینار میں جو چار اہم موضوعات زیر بحث آئے ان پر بحث وتحقیق اور مناقشہ کے بعد جو تجاویز اتفاق رائے سے منظور ہوئیں وہ حسب ذیل ہیں:

ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ احکام شرع سے پورے طور پر واقف ہونے کی کوشش کرے اور علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ عام مسلمانوں کو احکام شریعت سے واقف کرائیں؛ تاہم جن اعذار کی بنا پر انسان سے احکام شرعیہ ساقط ہوجاتے ہیں یا ان کی وجہ سے احکام میں کچھ تخفیف یا تبدیلی ہوجاتی ہے، ان میں سے ایک جہالت بھی ہے، جس کی اصولی طور پر درج ذیل صورتیں بنتی ہیں:

۱- فروعی احکام میں بعض شرطوں کے ساتھ جہالت کو عذر تسلیم کیا گیا ہے۔

۲- تکفیر کا مسئلہ نہایت نازک اور اہم ہے، کسی فرد یا گروہ پر کفر کا حکم لگانے میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

۳- امور اعتقادیہ میں سے جن امور کا احکامِ اسلام میں ہونا عام طور پر معروف ومشہور نہیں ہے، اگر جہالت کی بنا پر کوئی ان میں مبتلا ہوجائے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی؛ بلکہ اس کو واقف کرانے کی کوشش کی جائے گی۔

۴- قطعیات دین سے مراد وہ امور ہیں جن کا ثبوت کتاب اللہ یا سنت متواترہ یا اجماع سے ہو۔

۵- قطعیات دین کے دائرہ میں آنے والے احکام دو قسم کے ہیں، ایک وہ جو اس درجہ معروف ومشہور ہوں کہ عام طور پر مسلمان ان سے واقف ہوں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت، تو یہ ضروریات دین ہیں اور ضروریات دین میں جہل عذر نہیں ہے اور نہ ان میں کسی قسم کی تاویل کا اعتبار ہوگا۔

۶- دوسرا حصہ ان احکام کا ہے جو اس درجہ مشہور نہیں ہیں، ان میں عام آدمی کا جہل عذر ہے، ایسے امور میں حکم شرعی سے واقف کرانے اور غلط فہمی دور کرنے کے باوجود اگر وہ انکار پر قائم رہے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

۷- جن علاقوں اور مقامات میں احکام شرعیہ سے واقفیت کے امکانات اور مواقع نہ ہوں، وہاں کے مسلمانوں کو احکام شرع سے ناواقفیت میں معذور سمجھا جائے گا۔

۸- جہل یا خطا کی وجہ سے ''مس بالشہوۃ'' ہوجائے تو حرمت مصاہرت کے عدم ثبوت کے سلسلہ میں دیگر ائمہ کے مسلک پر عمل کی گنجائش ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجاویز بابت

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

۱۔ اسمارٹ فون موجودہ دور کی ایک اہم ایجاد ہے، جس کے ساتھ منافع اور مفاسد دونوں وابستہ ہیں، اگر اسمارٹ فون کا استعمال دینی، علمی، اصلاحی اور جائز مقاصد کے لئے کیا جائے تو درست ہے، لیکن اگر غیر شرعی امور کے لئے کیا جائے تو درست نہیں ہے۔

۲۔ اسمارٹ فون میں قرآن شریف اور دیگر دینی کتب کا رکھنا اور ان سے استفادہ کرنا جائز ہے۔

۳۔ اگر موبائل میں قرآن مجید محفوظ ہو تو جب تک آیات قرآنی اسکرین پر ظاہر نہ ہوں، موبائل سیٹ قرآن کے حکم میں نہیں ہوگا، البتہ اگر آیات قرآنی اسکرین پر نمودار ہوں تو اسکرین والے حصہ کو بلا وضو چھونا درست نہیں ہوگا، اگر موبائل پر اسکرین گارڈ اور گلاس لگے ہوئے ہوں تب بھی یہی حکم ہوگا۔

۴۔ دینی، معلوماتی اور مفید باتوں پر مبنی پیغامات خواہ تحریری شکل میں ہوں یا کسی اور شکل میں، انہیں صراحتاً یا دلالۃً اجازت کی صورت میں آگے بھیجنا درست ہے۔

۵- کسی ضرورت شرعی کے بغیر کسی مرد کا غیر محرم عورت کو یا کسی عورت کا غیر محرم مرد کو میسج کرنا جائز نہیں ہے۔

۶۔ مختلف عمومی مصالح اور حفاظتی مقاصد کے پیش نظر دینی مدارس، مساجد و دیگر ضرورت کی جگہوں میں سی، سی، ٹی، وی (CCTV) کیمرہ نصب کرنا درست ہے۔

۷۔ انٹرنیٹ پر کسی کی محفوظ معلومات کا قفل توڑنا جائز نہیں ہے، اور اس کو آگے بڑھانے کا بھی یہی حکم ہے۔

۸۔ شوہر و بیوی کا رشتہ باہمی اعتماد پر مبنی ہوتا ہے، اس لئے عام حالات میں ایک دوسرے کی اطلاع کے بغیر ایک دوسرے کی معلومات حاصل کرنا درست نہیں ہے۔

۹۔ نجی زندگی کا تحفظ ہر انسان کا بنیادی حق ہے، لہٰذا کسی ضرورت کے بغیر دوسروں کی خفیہ معلومات حاصل کرنا جائز ہے۔

۱۰۔ اگر کسی کو دوسرے شخص کی خفیہ معلومات حاصل ہو جائیں اور ان معلومات سے واضح ہو کہ وہ کسی اور کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس شخص کے لئے اس دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کرانا درست ہے۔

۱۱۔ سوشل میڈیا اکاؤنٹ رکھنے والے نے مخصوص معلومات کو خفیہ رکھا ہو تو اس کی اجازت کے بغیر ڈاٹا جمع کرنا اور کسی کمپنی کو ڈاٹا فراہم کرنا اور اس کی اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

۱۲۔ مجرم کے جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے لئے خفیہ کیمرہ استعمال کرنا درست ہے۔

۱۳۔ سافٹ ویئر بنانے میں کافی محنت، صلاحیت اور بڑا سرمایہ خرچ ہوتا ہے، وہ بنانے والے کی ملکیت ہے، اس لئے اس کا قفل توڑنا اور اس کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۴۔ کسی کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا یا اس پر وائرس چھوڑنا جائز نہیں ہے؛ البتہ مخرب اخلاق اور مضر مواد کو ضائع کرنے کے لئے اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۱۵۔ جس خبر کا مصدقہ ہونا معلوم ہواوراس کو پھیلانے سے کسی ضرر کا اندیشہ نہ ہوتو اسے آگے بڑھانا درست ہے؛ البتہ جو چیز خلاف واقعہ یا قابل تحقیق یا مضر ہو، اسے آگے بڑھانا درست نہیں ہے۔

۱۶۔ کسی کے مراسلہ اور تحریر میں کمی بیشی کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۷۔ حکومت یا کسی اور کے لئے درست نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کی نجی معلومات کو اس کی اجازت کے بغیر دوسروں تک پہنچائے یا لوگوں میں عام کرے۔

۱۸۔ جن اشیاء کا استعمال درست ہے، ان کی تشہیر بھی درست ہے، بشرطیکہ تشہیر کے طریقہ میں کوئی خلاف شرع بات نہ ہو۔

۱۹۔ تمسخر اور استہزاء کے طور پر کسی کا کارٹون بنانا جائز نہیں ہے۔

۲۰۔ موبائل کمپنیوں کا لوگوں کی آپسی گفتگو محفوظ کر کے حکومت کو یا کسی اور کو فراہم کرنا امانت میں خیانت ہے، اس لئے اس کی اجازت نہیں ہوگی۔

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجاویز بابت

هیرے جواہرات کی خرید وفروخت

۱- بروکر امین ہوتا ہے؛ لہٰذا اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ بائع یا مشتری کو دھوکہ دیتے ہوئے کوئی رقم اپنی مقررہ فیس کے علاوہ رکھ لے۔

۲- بروکر جس کے لیے کام کر رہا ہے، اسے بتلانے کے بعد خود اپنے لیے خرید سکتا ہے، البتہ فروخت کرتے وقت خریدار کے سامنے اپنی حیثیت کو بھی واضح کر دینا ضروری ہے۔

۳- بروکر کے لیے فرضی خریدار تیار کر کے بائع سے کم قیمت میں لے کر حقیقی خریدار کو زیادہ قیمت میں بیچنا جائز نہیں ہے۔

۴- جس مارکیٹ میں جائز و ناجائز دونوں طرح کے مال فروخت ہوتے ہوں، اس مارکیٹ سے مال خریدنا جائز ہے جب تک کہ یقینی طور پر یہ نہ معلوم ہو کہ وہ چوری کا ہے۔

۵- خریدار کو اگر فروخت کرنے والے کی بات پر اعتماد ہو کہ وہ چوری کا مال نہیں ہے تو اس سے مال خریدنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

۶- ادھار خرید کر مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد نفع کے ساتھ بیچنا جائز ہے۔

۷- خرید و فروخت کا معاملہ مکمل کرنے سے پہلے دوسرے کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں ہے؛ البتہ وعدۂ بیع کر سکتا ہے۔

۸- بروکر یا کسی شخص کا واجب الاداء رقم کی پرچی کو کم قیمت میں خریدنا جائز نہیں ہے۔

۹- سامان کی قیمت ادا کرنے کے لیے عام حالات میں سودی قرض لینا یا دوسرے کے قرض کی ادائیگی کے لیے سودی قرض لینا جائز نہیں ہے۔

۱۰- سامان خریدنے کے بعد بائع کی رضامندی سے قیمت کم کرانا خریدار کے لئے جائز ہے، لیکن جھوٹ بول کر اور فریب دے کر ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۱- جو سامان نقص وعیب سے خالی ہو، ایسے سامان کے اندر خریدتے وقت عیب ونقص نکال کر کم پیسے میں خریدنا اخلاقی و شرعی اعتبار سے درست نہیں ہے۔ اسی طرح کسی چیز میں جو خوبیاں نہیں ہیں، وہ خوبیاں بیان کر کے زیادہ قیمت میں فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

۱۲- مال تیار کرانے والا اگر سستے مال کا مطالبہ کرے اور اس کی تیاری میں ملاوٹ کی ضرورت پڑے تو تاجروں کے عرف میں جس قدر ملاوٹ معلوم و مشہور ہو اتنی مقدار ملاوٹ کی گنجائش ہے، البتہ زائد ملاوٹ کی صورت میں اس سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔

۱۳- شریعت اسلامی میں نفع کا کوئی تناسب متعین نہیں ہے، باہمی رضامندی سے جو بھی قیمت طے ہو جائے وہ درست ہے، البتہ مارکیٹ کی رائج قیمت سے زائد لینا تقاضۂ مروت اور اسلامی اخلاق کے خلاف ہے۔

۱۴- بیع وشراء کے وقت ہی ڈسکاؤنٹ متعین ہو جائے یا اس کا عرف ورواج ہو تو خریدار کو شرط اور عرف کے مطابق ڈسکاؤنٹ کے مطالبہ کا حق ہے۔ اگر اس کا عرف نہ ہو اور نہ ہی عقد کے وقت ایسی شرط لگائی گئی ہو تو خریدار ڈسکاؤنٹ کا مطالبہ نہیں کر سکتا، البتہ فروخت کرنے والا خود ڈسکاؤنٹ کر دے تو حرج نہیں ہے۔

۱۵- جو سامان بنوایا گیا ہو، اگر اس کے طے شدہ معیار میں کمی رہ جاتی ہے اور سامان بنوانے والا وہ سامان حاصل کر لیتا ہے تو مقدارِ اجرت

میں تاجروں کا عرف ملحوظ ہوگا۔

١٦- کسی مصلحت کے تحت قیمت کم لکھنے میں حرج نہیں، بشرطیکہ عاقدین اس لکھی ہوئی قیمت کی مراد کو اچھی طرح سمجھتے ہوں۔

١٧- زیور بناتے وقت جو کارآمد ذرات کاریگر کے پاس رہ جاتے ہیں، اصلاً وہ بنوانے والے کے ہیں، لیکن اگر کسی علاقہ میں اس کو کاریگر کی اجرت یا اجرت کا جز سمجھا جاتا ہو تو کاریگر کے لئے اس کو رکھنا جائز ہے۔

١٨- قیمتی پتھروں کو پرونے والے دھاگے اگرچہ کم وزن کے ہوں لیکن باہمی رضامندی سے ان کو زیادہ وزن کے درجہ میں رکھ کر قیمت طے کر لی جائے تو یہ درست ہے۔

١٩- دباؤ بنا کر حقیقی وزن سے کم لکھوانا شرعاً جائز نہیں ہے، البتہ اگر تاجروں کے عرف میں کچھ مقدار کی قیمت نہ لگائی جاتی ہو تو اس کے بقدر قیمت کم کر کے لکھنے کی گنجائش ہے۔

٢٠- تاجر کے لیے غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے مقررہ قیمت سے کم ادا کرنا شرعاً ناجائز ہے، اور اس پر لازم ہے کہ پوری قیمت ادا کرے، خواہ پرچی پر کسی مصلحت سے کم قیمت لکھی گئی ہو۔

٢١- نقد و ادھار کی بنیاد پر قیمت کی کمی وبیشی شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ عاقدین بوقت عقد ایک ثمن پر متفق ہو جائیں۔

٢٢- دین مؤجل اگر جلد ادا کر دیا جائے تو اس کا کچھ حصہ چھوڑنا اس وقت جائز ہوگا، جبکہ یہ چھوڑنا تعجیل کے عوض کے طور پر مشروط نہ ہو، بلکہ تبرعاً ہو۔

٢٣- گھٹیا ڈائمنڈ کو اعلیٰ ڈائمنڈ بتا کر بیچنا جائز نہیں ہے، اور اگر بیچ دیا گیا تو جب تک وہ ڈائمنڈ خریدار کی ملکیت میں بعینہٖ موجود ہو تو اس وقت تک قیمت کم کرانے کا اختیار نہیں، البتہ معاملہ کو ختم کر کے اپنا پیسہ واپس لینے یا ازسرنو معاملہ کرنے کا اختیار رہوگا، نیز اگر اس ڈائمنڈ میں کوئی ایسی شکل پیدا ہو جائے کہ واپس کرنا ممکن نہ ہو تو بقدر نقصان قیمت کم کرانے کا اختیار رہوگا۔

٢٤- حقیقی ڈائمنڈ کی جگہ کیمیکل کے ذریعہ بنایا گیا ڈائمنڈ (C-VD) دے دے تو سامان کو واپس کر کے خریدار کو پورا ثمن واپس لینے کا اختیار ہے۔

٢٥- کوئی سامان خرید کر کسی دوسرے کو اس کا کچھ حصہ کسی بھی متعین قیمت پر فروخت کر کے اس کو شریک کر لینا جائز ہے۔

٢٦- خریدنے سے پہلے کسی سے شرکت کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہے، البتہ شرکت کا وعدہ کر سکتا ہے۔

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجاویز بابت

تعزیر بالمال شریعت اسلامی کی روشنی میں

آج بتاریخ ۱۸ر نومبر ۲۰۱۸ء ارکان کمیٹی نے تعزیر بالمال کے مسئلہ پر غور وفکر کے بعد درج ذیل تجاویز منظور کی ہے:

الف- اسلام میں انسداد جرائم کے لئے حدود وتعزیرات کا مضبوط نظام ہے، مخصوص جرائم پر جو سزائیں مقرر ہیں، ان کو حدود کہا جاتا ہے اور جن جرائم کی سزائیں شریعت نے متعین نہیں کی ہیں، ان کو تعزیرات کہا جاتا ہے۔

ب- تعزیرات کی ایک اہم قسم تعزیر مالی ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مجرم پر الگ سے کوئی مالی جرمانہ عائد کیا جائے؛ تاکہ مالی دباؤ سے مجبور ہوکر مجرم اپنے جرم سے باز آجائے؛ موجودہ حالات میں جبکہ جرم سے روکنے کے لئے مالی جرمانہ کے علاوہ کوئی اور صورت ممکن یا مؤثر نہیں ہے تو مالی جرمانہ کی گنجائش ہے۔ البتہ اس میں عدل کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

ج: تعلیم وتربیت کے نظام کو درست رکھنے کے لئے بلا اجازت غیر حاضری یا کسی اور کوتاہی پر مناسب جرمانہ کیا جاسکتا ہے؛ خواہ اس کی یہ شکل اختیار کی جائے کہ جن طلباء کو مفت قیام وطعام کی سہولت دی گئی تھی ان کی سہولت ختم کرکے ان سے فیس وصول کی جائے، یا جن سے فیس لی جاتی ہے، ان سے الگ سے جرمانہ کی رقم وصول کی جائے، یا کوئی اور مناسب ومؤثر شکل اختیار کی جائے؛ البتہ اس رقم کو رفاہی کاموں میں خرچ کیا جائے۔

د: تعلیمی اداروں کے علاوہ دیگر اداروں یا برادریوں اور پنچایتوں کے لیے نظم وضبط کو برقرار رکھنے اور اجتماعی مفادات کے تحفظ کے پیش نظر عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اور معتبر علماء وارباب افتاء کے مشورہ سے مالی جرمانہ عائد کرنے کی گنجائش ہے۔

ھ: طلاق کے بارے میں پائی جانے والی افراط وتفریط اور خرابیوں کو قابو میں رکھنے کے لئے اگر بوقت عقد نکاح عاقدین باہمی رضامندی سے بے جا طلاق کی صورت میں مہر میں اضافہ کی شرط لگادیں تو اس کی گنجائش ہے۔

و: جو شخص بے جا طریقہ پر اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق دیدے اور اس میں شوہر کی طرف سے زیادتی ہو تو عورت کے مطالبہ پر دار القضاء یا محکمہ شرعیہ اس پر مناسب مالی جرمانہ عائد کرسکتا ہے اور ضروری ہے کہ اس رقم سے متاثرہ عورت کی مدد کی جائے۔

☆☆☆